اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ؛ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ: سالانہ ۲۴ روپے، ششماہی ۱۳ روپے، سہ ماہی ۷ روپے، ماہوار ۲½ روپے، فی پرچہ ۱ آنہ

یوم چہارشنبہ (بدھ) ۸ رجب ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴ | ۲۶ شہادت ۱۳۲۹ ہش | ۲۶ اپریل ۱۹۵۰ء | نمبر ۹۸

برطانیہ سے پاکستان کی تجارت میں مزید اضافہ

لندن ۔ ۲۵ اپریل ۔ اس سال کے پہلے دو مہینوں میں پاکستان نے برطانیہ سے تجارت میں ۴۰ لاکھ پاؤنڈ کے گذشتہ سال کے بقایا کو ۱۳ لاکھ ۵۰ ہزار پاؤنڈ کے فاضلات میں تبدیل کر دیا۔ بورڈ آف ٹریڈ نے شائع کئے ہوئے اعداد سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ نے ۶۱ لاکھ ۱۲ ہزار ایک سو سترہ پاؤنڈ کا پاکستانی سامان درآمد کیا اور ۴۷ لاکھ ۶۹ ہزار ۸۴ سو ۴۷ کا مال پاکستان کو برآمد کیا۔ گذشتہ سال کی اسی مدت کے اعداد علی الترتیب ۲۲ لاکھ ۲۵ ہزار ۷ سو ۴۷ پاؤنڈ اور ۶۱ لاکھ ۹ ہزار ۷ پانچ سو ایک پاؤنڈ تھے۔ اس سال کے پہلے سہ ماہی کے جو تفصیلی اعداد شائع ہوئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان سے برطانوی درآمد میں اصل اضافہ چائے اور خام پٹ سن میں ہوا۔ چائے کی مجموعی خریداری ۳۱ لاکھ ۹۲ ہزار ۸ سو اکیس کی ہوئی۔ اور گذشتہ سال ۴۰ لاکھ ۳۷ ہزار چار سو ۷۴ کی ہوئی تھی۔ اسی طرح اس سال خام پٹ سن ۳۶ لاکھ ۸۰ ہزار ۹ سو اکتیس پاؤنڈ کا خریدا گیا۔ گذشتہ سال ۱۰ لاکھ ۳ ہزار ۴ سو ۹۸ پاؤنڈ کا خریدا گیا۔

برطانیہ نے پاکستانی کھالیں، چمڑے اور خام اون بھی زیادہ مقدار میں خریدا۔ خام روئی کی درآمد ۱۵ لاکھ ۹۶ ہزار اکتیس پاؤنڈ سے گھٹ کر ۷ لاکھ ۸۴ ہزار ایک سو ۸۹ پاؤنڈ کی ہوئی (ا سٹار)

مختصر میعاد کے پاک ہند تجارتی معاہدے کی دونوں حکومتوں نے توثیق کر دی

کراچی ۲۵ اپریل گذشتہ ہفتے کے اندر پاکستان و بھارت کے درمیان مختصر میعاد کا جو معاہدہ ہوا تھا۔ آج دونوں حکومتوں نے اس کی توثیق کر دی ہے۔ اس کی رو سے پاکستان کا پٹ سن بورڈ متفقہ شرائط کے مطابق بھارتی پٹ سن کی ملوں کے صدر کو ۴۰ لاکھ گانٹھ خام پٹ سن مہیا کرنے کا انتظام کرے گا۔ اسی طرح بھارتی بورڈ پاکستان بورڈ کو ۲۰ ہزار ٹن سامان پٹ سن متفق شدہ شرائط پر بہم پہنچائیگا اس سلسلے میں لائسنس دیئے جائیں گے اور حمل و نقل کی سہولتیں بہم پہنچائے گا۔ اس کے علاوہ بھارت ۸۴ ہزار گانٹھیں سوتی کپڑے کی، ۵ ہزار گانٹھیں سوتی دھاگے کی۔ ۷ ہزار من سرسوں کا تیل ۵ لاکھ من تمباکو سپاہیے۔ ماٹر اور دھرے ایک ہزار ٹن ۱۲ ہزار ٹن عمارتی لکڑی اور ۵۰ ہزار ٹن سیمنٹ مہیا کریگا دونوں حکومتیں یہ سامان جلد از جلد پہنچانے کی کوشش کریں گی۔ یہ سودے بھارتی روپے میں ہوں گے جس کا حساب ریزرو بنک سے سٹیٹ بنک پاکستان علیحدہ رکھیگا۔ پاکستان پٹ سن کی قیمت کے برابر ہی سامان خریدے گا۔ اسکے علاوہ دونوں حکومتیں ان اشیاء پر سے درآمد و برآمد کی پابندیاں ہٹانے پر متفق ہو گئی ہیں۔ سبزیاں، پھل، مچھلی، مرغی، دودھ اور دودھ کی اشیاء اور پان پاکستان نے اسکے علاوہ بنوے کھالیں کھدڑ کا کپڑا اور چھالیہ بھیجنے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ جس کے بدلے میں بھارت چمڑا مصالحے، صابن، رنگ، دوائیں، سگریٹ، بیڑیاں، دیا سلائی، بجلی کے پنکھے، سینے کی مشین، ریشمی کپڑے اور شیشے کا سامان۔ پاکستان نے بھارت کو ایک ۵۰ ہزار ٹن گندم بھی مہیا کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔

پاکستان و بھارت کے مستحکم بلاک ہی پر سارے ایشیا کا انحصار ہے

کراچی ۲۵ اپریل لیک سکیس سے واپسی پر آج سہ پہر کو پاکستان کے وزیر خارجہ آنریبل چوہدری ظفر اللہ خاں نے اخبار نویسوں کی پہلی کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ پاکستان و بھارت میں صلح اور مفاہمت کے صحیح جذبات کی بہت زیادہ ضرورت ہے ان دونوں کا بلاک ہی سب سے بڑا اور مستحکم بلاک ہے اور اگر یہ قائم نہ رہ سکا تو ایشیا جس کا سارا انحصار ہی اس پر ہے کے رہنے کی کوئی امید نہیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت دونوں ملکوں میں سب سے بڑا نزاعی مسئلہ کشمیر کا ہے۔ جس کی وجہ سے دیگر کئی مسئلے بھی معرض تاخیر میں پڑے ہوئے ہیں۔ دونوں وزرائے اعظم کی گذشتہ ملاقات میں اس مسئلے پر کچھ تھوڑی سی بحث گفتگو ہوئی تھی۔ ممکن ہے اب پنڈت نہرو کے آنے پر مزید گفتگو ہو۔ اسکے بعد آپنے سر اوون ڈکسن کے کشمیر میں کام پر صراحت سے روشنی ڈالی۔

بہاولپور میں تین لاکھ بائیس ہزار مہاجرین کی آباد کاری

بغداد الجدید ۲۵ اپریل ۔ ریاست بہاولپور میں اب تک تین لاکھ بائیس ہزار مہاجرین کو زمینوں پر آباد کیا گیا ہے۔ ابھی ۲۵ ہزار مہاجرین کی تعداد کو آباد کرنا باقی ہے۔ ریاست کی عباسیہ اسکیم کے ماتحت ۲۳ ہزار ایکڑ شاہی زمین دہقانی شرائط پر مہاجرین کو دی گئی ہے۔ (ا سٹار)

لاہور اور راولپنڈی میں گندم درآمد پر پابندی

لاہور ۲۵ اپریل محکمہ خوراک کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے۔ حکومت پنجاب نے حال ہی میں اعلان کیا تھا۔ کہ خانگی ضروریات کے لئے علاقہ راشن بندی لاہور اور راولپنڈی میں گندم کی درآمد قطعاً ممنوع ہے۔ چنانچہ لاہور اور راولپنڈی کے راشننگ کنٹرولر صاحبان کو اس اصول پر سختی سے عمل درآمد کرنے کی ہدایات کر دی گئی ہیں۔ اور آئندہ گندم کی درآمد کسی بھی ذریعے سے کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

— واشنگٹن ۲۵ اپریل ۔ ایک تازہ ترین خبر کے مطابق وزیر اعظم پاکستان ۴ مئی کو واشنگٹن میں ولایات امریکہ کے دونوں ایوانوں کو خطاب کریں گے

زرعی پیداوار ہی ہماری خوشحالی کی ضامن ہے

کیمبل پور ۲۵ اپریل ۔ معلوم ہوا ہے۔ پیر کے کیمبل پور میں عوام کے ایک بھاری اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے گورنر پنجاب کے مشیر مال آنریبل سید پیر احمد شاہ صاحب نے کہا کہ مشیروں نے اپنے کار منصبی میں ہر ایک سے انصاف کرنے کی کوشش کی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ بھی ہمارے کام کی بنیاد انصاف پر ہی ہو گی"۔

مشیر موصوف کا کیمبل پور میں پرجوش استقبال کیا گیا اور مسلم لیگ نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں آنریبل مشیران کے عہد کے کارہائے نمایاں خاص کر ایکٹ انتقال اراضی میں ترمیم اور آبیانہ میں چالیس فیصدی اضافہ کی تنسیخ کرنے پر سراہا گیا۔ آپ نے کہا کہ سالہا سال کی کوشش کے بعد ایکٹ انتقال اراضی میں ترمیم ضروری خیال کی گئی تھی۔ اس ترمیم کی بدولت زمین کی قیمت بڑھ جائے گی۔ آپ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ زرعی پیداوار ہی ہماری اقتصادی خوشحالی کی ضامن ہے۔ اس لئے ہم نے یہ اپنا فرض اولین سمجھا کہ وہ شخص جو زمین کاشت کرنے کا خواہشمند ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں منفعت بخش فصلیں اگانا چاہتا ہے اسے ایسا کرنے کا موقعہ دیا جائے ۔۔۔ موصوف نے عوام کو ان غیر منصف نکتہ چینیوں سے ہوشیار رہنے کو کہا جو ملک میں جملہ قسم کی خرابیوں کے لئے حکومت کو غلطی قرار دیتے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ اس قسم کی نکتہ چینی اور افواہیں اڑانے کے بجائے اگر ہر شخص اپنے فرض کی بجا آوری میں پورے انہماک اور دیانت داری سے کام لے تو تمام قوم ایک منظم طریقہ سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو کر بہت جلد ترقی و خوشحالی کی منزل کو پالے گی۔

صحافیوں کے آل پاکستان کنونشن میں پنجاب کی نمائندگی

لاہور ۲۵ اپریل ۔ پنجاب یونین آف جرنلسٹس کا ایک عام اجلاس آج شام وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں منعقد ہوا جس میں آل پاکستان کنونشن میں شرکت کے لئے چار نمائندگان کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ مسٹر ایس۔ آر لوئیس، مسٹر محمد شفیع، مسٹر جمیل الزمان اور مسٹر عبید الاسلام کثرت آراء سے منتخب ہوئے یاد رہے کہ صحافیوں کا مجوزہ کنونشن ۲۸ اپریل سے کراچی میں منعقد ہو رہا ہے

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس دت بلڈنگ لاہور سے طبع کرا کر دفتر روزنامہ الفضل لاہور سے شائع کیا

احبابِ جماعت کی خدمت میں خاص دعاؤں کی تحریک

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

جیسا کہ وقت کے حالات سے ظاہر ہے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے بہت سے اعلانوں اور تقریروں میں بار بار توجہ دلا چکے ہیں۔ یہ ایام بے حد نازک ہیں اور اس بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے وقتاً فوقتاً اپنے بعض رویا بھی شائع فرمائے ہیں اور بعض دوسرے احمدیوں کی خوابیں مزید براں ہیں۔ پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ آجکل خصوصیت سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کا حافظ و ناصر ہو اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ظاہر ہے کہ جہاں ایک طرف ہر خدائی جماعت کے رستہ میں لازماً بعض امتحان اور ابتلاء مقدر ہوتے ہیں وہاں دوسری طرف مومنوں کا یہ فرض بھی ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف امتحان کے وقت میں کامل صبر و ثبات سے کام لیں بلکہ آنے والے ابتلاؤں کے پیش نظر خدا کے حضور اپنی متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ جھکے رہیں۔

اسی طرح آجکل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی تقدیروں کے ساتھ انسانی کوششوں کی تاریں بھی لپٹی ہوئی ہوتی ہیں اور بعض انسانوں کو تو اللہ تعالیٰ نے فضل و نصرت کے میدان میں غیر معمولی طور پر مخصوص مقام عطا کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جس رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قیادت میں اللہ تعالیٰ نے ہر مرحلہ پر جماعت کو استحکام اور ترقی عطا کی ہے وہ خدا کی خاص نصرت کی دلیل ہے اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ موجودہ اور آنے والے امتحانوں کے پیش نظر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنی مخصوص دعاؤں میں جگہ دیں۔

دوستوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے موقعوں پر دعاؤں کی قبولیت میں تین باتیں بڑا بھاری اثر رکھتی ہیں۔ ان میں ایک صدقہ و خیرات ہے جس پر ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑا زور دیا ہے۔ دوسرے روزہ ہے۔ جس پر امت کے صلحاء کا ہر زمانہ میں خاص عمل رہا ہے کہ وہ ہر پریشانی کے وقت میں نماز کے ساتھ نفلی روزہ کو شامل کرتے رہے ہیں اور تیسری بات اپنے نفس میں نیک تبدیلی اور انابت الی اللہ کا پیدا کرنا ہے۔ جو اسلام کا اصل الاصول ہے۔ کیونکہ جب بندہ ایک نیک تبدیلی کے ساتھ خدا کے حضور جھکتا ہے۔ تو ہمارا مہربان آسمانی آقا بھی اس کی دعاؤں کو لازماً زیادہ قبول فرماتا ہے۔

پس موجودہ نازک ایام میں دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جماعت کی حفاظت اور ترقی اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور لمبی عمر اور بیش از بیش بابرکت زندگی کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔ اور جن دوستوں کو توفیق ہو وہ صدقہ و خیرات اور نفلی روزوں کے ذریعہ اپنی دعاؤں کے لئے مزید مقبولیت حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں وکان اللہ معنا و معکم اجمعین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۲۴

ایک تشبیہ — اور — ڈاکٹر اقبال

ان کے شعر کہنے کی حالت بھی دوسرے شعراء سے کچھ الگ تھی۔ فرماتے تھے کہ سال میں چار پانچ ماہ تک ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجھ میں ایک خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے میں بالارادہ شعر کہتا رہتا ہوں۔ اس قوت کے ہوتے ہوئے گھر میں دوسرے کام بھی کرتا رہتا ہوں۔ مگر زیادہ تر طبیعت کا رجحان شعر گوئی کی طرف ہوتا ہے۔ ان دنوں عموماً رات کو شعر گوئی کے لئے بیدار رہنا پڑتا ہے۔ میرے استفسار کرنے پر فرمایا۔ کہ میں نے زیادہ سے زیادہ ایک رات میں تین سو اشعار کہے ہیں۔ چار پانچ ماہ کے بعد یہ قوت ختم ہو جاتی ہے۔ تو غور و فکر کے بعد کچھ شعر کہے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ آورد ہوتی ہے اور وہ آمد۔ دونوں طرح کے کہے ہوئے اشعار میں تمیز کی جا سکتی ہے

اس حالت کو ڈاکٹر صاحب "حمل" سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ اور اس حالت کے اختتام کو "وضع حمل" سے۔

(محمد حسن قریشی)

(از ہفت روزہ تندیل اقبال نمبر ۲۱ اپریل ۱۹۵۰ء)

روزنامہ — الفضل — لاہور

۲۶ اپریل سنہ ۱۹۵۰ء

برادرانِ یوسف

احراریوں نے قبل از تقسیم اسلام اور مسلمانوں سے کھلی غداری کا جو شنیع پارٹ ادا کیا تھا۔ وہ اس قابل نہ تھا۔ کہ جب پاکستان بن گیا۔ تو اس کو نظر انداز کر دیا جاتا۔ اگر یہ لوگ کسی دوسرے ملک میں ہوتے۔ تو اس بات کا اندازہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ کہ ان سے کیا سلوک کیا جاتا لیکن قائد اعظم کی فراخ حوصلگی دیکھئے کہ اس نے جس کو گلی گلی کے سرے پر کھڑے ہو کر احراری زبان درازوں نے ننگ انسانیت گالیاں دینے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔ اس عالی حوصلہ انسان کا دل گردہ دیکھئے کہ اس نے ان کو کچھ نہ کہا۔ ان کے تمام گناہ جن میں سے ہر گناہ تعزیری قانون کی دفعات کو بروئے کار لانے کے لئے کافی تھا۔ بخش دیئے اور ان کو موقعہ دیا۔ کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ اور پاکستان کے وفادار شہری بنکر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اور اسی طرح کچھ تلافی کر سکیں

قائد اعظم ایک نیک دل اور قوم کا سچا بہی خواہ انسان تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو حوصلہ بھی بہت بلند دیا تھا۔ اس نے اس سانپ کی کچلیاں بھی نہ نکلوائیں۔ جس نے بار بار قوم کو ڈسنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے ان کچلیوں کو یونہی رہنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا کہ وہ اپنی حکمت سے ان کچلیوں کو بے کار کر دے گا۔ صداقت اس کے ساتھ تھی خود اعتمادی اس کے دل کو مضبوط کئے ہوئے تھی اپنے مدعا کی حقانیت اسکو اطمینان کی نعمت سے مالا مال کر رہی تھی اس نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ وہی سلوک کیا جو آقائے دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ پر اہل مکہ کے ساتھ کیا تھا اس نے ان کو بخش دیا۔ اس نے ان ناقابل معافی گناہوں کو فراموش کر دیا مگر . . . . . .

برادران یوسف نے تو معافی کے بعد اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور اپنی ذہنیت تبدیل کر لی۔ اسی طرح اہل مکہ نے بھی رحمۃ للعالمین کی غلامی کا حلقہ اپنی گردنوں میں ڈال لینا ہی باعث افتخار سمجھا۔ مگر آہ۔ مگر احراریوں کا دل و دماغ خدا جانے کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔ کہ قائد اعظم کے ایسے عظیم الشان احسان پر بھی ٹس سے مس نہیں ہوا۔ انہوں نے کہانی کے خواجہ سگ پرست کے بھائیوں کی سی ذہنیت قائم رکھی۔ انہوں نے فرانسیسی ناول نویس کے مشہور کیرکٹر ہیٹن ولجین جتنی بھی اپنی طبیعت میں تبدیلی نہ کی۔ ان کا ناسور غداری خوف کی تمازت سے بظاہر خشک رہا۔ لیکن اندر ہی اندر فاسد مادہ پکتا رہا۔ اور اب یہ ناسور پھر بہہ نکلا ہے۔

یہ خطرناک ناسور پھر رسنے لگا ہے۔ یاد رکھو ہی ہے کہ وہ آتش فشاں نہیں۔ کہ وہ آتش فشاں تو ارد گرد کی بستیوں کو دور دور تک اپنے جلتے ہوئے لاوے سے پھونک کر رکھ دیتا ہے۔ یا پتھر کے ٹکڑے اڑا کر علاقے کو تباہ کر دیتا ہے۔ مگر ناسور کا رستا ہوا مادہ صرف اپنی عفونت سے ہی دوسروں کو بیزار کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔ اس کا اصل حملہ اپنے آپ پر ہی ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہی بھسم کرتا ہے۔ اپنے آپ ہی کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ بے شک کچھ دیر کے لئے یہ ہوا میں عفونت ضرور پھیلا دیتا ہے۔ مگر پاکیزہ سرشت لوگ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر کچھ نہ کچھ اپنے دماغ کو اس سے بچا ہی لیتے ہیں۔ لیکن جس بدن سے یہ رستا ہے۔ اس کا انجام معلوم

احراری ناسور کے متعلق مفکر احرار چوہدری افضل حق کا جائزہ درست تھا۔ کہ "ہم باسی کڑھی کے ابال کی طرح اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں"۔

چوہدری افضل حق سے زیادہ اس حقیقت کا علم کس کو ہو سکتا ہے۔ وہ گھر کے بھیدی تھے۔ ویسے بھی جن لوگوں نے ان کی تاریخ کا سرسری مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ یہ باسی کڑھی کے ابال اور پیشاب کی جھاگ والی ضرب المثل یہاں کتنی موزوں بیٹھتی ہے۔ اس باسی کڑھی میں سینکڑوں ہی مصنوعی ابال آئے۔ اور سینکڑوں بار ہی پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ یہی شاید سب سے بڑی وجہ تھی کہ قائد اعظم نے انہیں جانے دیا انہیں کچھ نہ کہا

ان میں سے بہت سے فاتح قادیان کہلاتے ہیں

دنیا فاتحین قادیان کو خوب جانتی ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر پوچھتی ہے۔ کہ جب تم نے قادیان کو فتح کر لیا ہوا ہے۔ تو یہ کانفرنس پر کانفرنس جلسے پر جلسے کیوں ہو رہے ہیں۔ افتراء پر افتراء کیوں گھڑا جا رہا ہے۔ جھوٹ پر جھوٹ کی عمارت کیوں اٹھائی جا رہی ہے؟

(باقی دیکھیں صہ ۸ پر)

خطبہ جمعہ نمبر ۱۷

احمدی مستورات خدمتِ دین کیلئے اپنی زندگیاں وقف کریں

مردوں کی نسبت عورتیں احمدیت کی تبلیغ میں زیادہ روک بن رہی ہیں

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- مولوی سلطان احمد صاحب واقف زندگی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مجھے عید کے قبل سے

دورانِ سر کی تکلیف

ہے۔ بعض دفعہ تو نہ بیٹھا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کھڑا ہوا بیٹھ سکتا ہوں فوراً سر چکرا جاتا ہے۔ اور مجھے کسی چیز کا سہارا لیکر اس حالت کو جس میں میں ہوتا ہوں بدلنا پڑتا ہے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس بیماری میں زیادہ بولنا اور حرکت کرنا منع ہے۔ جہاں تک ہو سکے لیٹے رہنا چاہیئے۔ لیکن مجھے لیٹے رہنے یا خاموش رہنے کا بھی موقعہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور یوں بھی اس بیماری کا مجھ پر ایک اثر رہتا ہے۔ کیونکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو بھی دورانِ سر کی تکلیف تھی۔ اور خاندانی مرض ہونے کی وجہ سے اس کے مزمن اور کرانک ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آخری عمر میں چار یا پانچ سال باہر نماز کے لئے بھی نہیں آ سکتے تھے۔ ۱۹۰۵ء کے بعد آپ گھر سے باہر بہت کم نکلتے تھے۔ اور بہت کم بول سکتے تھے۔ گو بعض دفعہ اگر موقعہ ہوتا تو باتیں کرنی بھی پڑتی تھیں۔ مثلاً اگر کوئی اجتماع ہو جاتا یا باہر سے کچھ لوگ آ جاتے۔ تو آپ باتیں کر بھی لیتے۔ لیکن عام طور پر آپ بہت کم بولتے تھے۔ شام کے وقت آپ کو یہ دورہ عام ہوتا تھا۔ اس مرض کے لئے ہلکا چلنا پھرنا مفید ہے لیکن یہ چیز بھی بعض لوگوں کے لئے ابتلاء کا موجب بن جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عصر سے شام تک باہر سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے

میں نے بھی دیکھا ہے

کہ اگر آہستہ آہستہ چہل قدمی کی جائے۔ تو صحت پر اس مرض کا زیادہ اثر معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ یا کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ یا لیٹے ہوئے کروٹ بدل لو۔ تو اس مرض کا اثر زور سے ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تو جماعت بہت تھوڑی سی تھی۔ اور اکثر لوگ ٹھوکریں کھا کھا کر احمدیت میں داخل ہوتے تھے۔ اس لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصر سے شام تک سیر کے لئے چلے جانے اور پھر شام کی نمازیں حاضر نہ ہو سکنے پر معترض نہیں ہوتے تھے۔ لیکن یہ بات آج کل کے لوگوں کے لئے زیادہ

ٹھوکر کا موجب

ہے کہ عصر سے شام تک میں باہر سیر کر سکوں اور پھر کہوں کہ میں نماز کے لئے مسجد میں نہیں آ سکتا۔ کمزور لوگ اس بات کی برداشت نہیں کر سکیں گے۔ بہرحال جو مشیتِ الٰہی ہے وہ تو ضرور ہو کر رہے گی۔

اس مرض کا حملہ

مجھ پر کوئٹہ میں بھی ہوا تھا۔ لیکن تین چار دن کے بعد وہ حملہ ہٹ گیا تھا اب کے یہ حملہ لمبا ہوا ہے۔ بارہ تیرہ دن کے قریب ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ حملہ برابر جاری ہے۔ اس صورت میں بولنا یوں بھی مشکل تھا۔ لیکن جب یہ تجویز کی گئی۔ کہ آج جمعہ کی نماز اس جگہ پر ادا کی جائے۔ جہاں مستقل طور پر مسجد بنائی جائے گی تو منتظمین کی طرف سے یہ عذر کیا گیا کہ ہمارے پاس سائبان کم ہیں لوگ دھوپ میں کھڑے رہیں گے۔ پھر سائبان وغیرہ کو وہاں اٹھا کر لے جانا پڑے گا۔ لیکن میں نے پسند کیا کہ جب تک خدا تعالیٰ توفیق دے۔ جمعہ کے لئے ہم اسی جگہ کو استعمال کریں۔ جہاں

مستقل طور پر

مسجد کا بنایا جانا تجویز کیا گیا ہے۔ خواہ خطبہ چھوٹا ہو جائے۔ کیونکہ لمبا خطبہ پڑھنا ضروری نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عام طور پر بہت ہی مختصر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ اور احادیث میں آتا ہے۔ کہ آپ کے خطبہ میں نماز سے نصف وقت لگتا تھا۔

آج میں جس مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ

خاص اہمیت رکھتا ہے۔

یوں بھی میں نے ربوہ آنا تھا۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس مضمون کو آج جمعہ میں ہی بیان کر دوں تا جہاں ربوہ کی نئی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ وہاں اس کی بھی نئی بنیاد ہو جائے۔

چند مہینوں سے میں غور کر رہا تھا۔ کہ ہماری تبلیغ کے راستہ میں بہت سی مشکلات نظر آ رہی ہیں۔ ہماری اندرونی اور بیرونی تبلیغ بہت سست ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے غور کر کے سمجھا کہ اس کی زیادہ تر وجہ عورتوں میں اس آزادی اور بے دینی کا پیدا ہونا ہے۔ جو ان میں مغرب کے اثر کی وجہ سے آ گئی ہے۔ ویسے تو اسلام نے بھی

عورتوں کو آزادی

دی ہے۔ لیکن ان کی مغربی رنگ کی آزادی انکے احمدیت قبول کرنے میں مانع ہے۔ اور جب یہ آزادی عورت کے احمدیت قبول کرنے میں مانع ہوتی ہے۔ تو ماں کے جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسے بھی وہ احمدیت کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ اسی طرح وہ اپنے خاوند کو بھی احمدیت کے قبول کرنے سے روکے گی۔ کیونکہ اگر وہ احمدیت قبول کر لے۔ تو اس کی آزادی میں فرق آ جائے گا۔

غرض عورتیں

ہماری تبلیغ میں روک

بن رہی ہیں اور یہ حلقہ آہستہ آہستہ وسیع ہوتا جائے گا۔ کیونکہ یہ تعلیم جب بڑے بڑے شہروں میں پھیل جائے گی۔ تو بڑے شہروں سے قصبات میں آ جائے گی۔ اور قصبات سے گاؤں میں آ جائے گی۔ اور بڑے گاؤں سے چھوٹے گاؤں میں پھیل جائے گی۔

مردوں کی نسبت عورتیں

احمدیت کی تبلیغ میں زیادہ روک بن رہی ہیں۔ کوئٹہ میں ملٹری آفیسرز میں میں نے ایک لیکچر دیا۔ جب وہ آفیسرز اپنے گھروں میں واپس گئے تو عورتوں نے بہت بے دے کی۔ انہوں نے اپنے خاوندوں سے کہا تم احمدیوں کے جلسے میں کیوں گئے تھے۔ بعض لوگ احمدیت کے بالکل قریب تھے۔ لیکن محض عورتوں کی مخالفت کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو جو ایک فوجی افسر تھے کہا کہ احمدی تو پردہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ ایک سے زیادہ بیویوں سے شادی کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر تم ان کی مجالس میں گئے۔ تو میرا اور تمہارا گزارہ مشکل ہو جائے گا۔ تعدد ازدواج۔ پردہ اور دوسری مختلف باتیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور جن کو آجکل کی عورتیں ناپسند کرتی چاہتی ہیں۔ وہ احمدیت میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے وہ

احمدیت کی تبلیغ میں روک

بن رہی ہیں اور روک بنتی چلی جاتی ہیں اور یہ روک دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ عورتیں سمجھتی ہیں کہ پردہ کی وجہ سے انہیں بلاوجہ گھروں میں بند رکھا جاتا ہے۔ غیر مردوں سے ملنے سے روکا جاتا ہے۔ کثرت ازدواج کی وجہ سے ان کی ہتک کی جاتی ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ مشرقی پنجاب میں جو عظیم الشان تباہی عورتوں پر آئی ہے وہ محض پردہ کی وجہ سے ہے۔ بعض لوگوں کو بھی مسلمانوں سے نفرت ہے کیونکہ مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہیں لیکن جب وہ ہندوؤں کے پاس جاتے ہیں ان کی بیویاں ان سے آزادی سے ملتی ہیں وہ ان سے باتیں کرتی ہیں اس لئے وہ ہندوؤں کا اچھا اثر لے کر واپس جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں عورتوں سے بات چیت کرنا زیادہ مرغوب ہوتا ہے۔ کہیں

مغربیت کے دلدادہ

لوگ محض اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا آلہ کار بنانے کیلئے انہیں علمی اور سیاسی میدان میں لانے کا بہانہ بنا کر پردہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ کہیں وہ اپنے آپ کو علماء میں سے گردانے جانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ عورتوں کے سوالات کو پیدا کر کے ان کا سوال لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ چیزیں جہاں عورت کو احمدیت کے قبول کرنے سے روک رہی ہیں وہاں مردوں میں بھی تبلیغ کے رستہ میں روک بن رہی ہیں۔ مرد بھی عورت کا نام لے کر احمدیت سے ہٹ رہے ہیں۔ کچھ تو اس لئے کہ وہ

عورتوں کی مجلس

سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کچھ اس لئے کہ گو ان میں عورتوں کی مجلس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خواہش نہیں لیکن ان کی عورتیں بہنیں اور بیٹیاں کالجوں میں جاتی ہیں۔ وہ مغربیت کی دلدادہ ہوتی ہیں اس لئے وہ مردوں کو بھی احمدیت سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتی ہیں۔ غرض مرد کبھی ذاتی طور پر اور کبھی بیوی بچوں کی خواہشات کا خیال کر کے مغربیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے وہ برا سمجھتا ہے اب اگر

عورتوں کے مسائل پر

روشنی ڈالی جائے تو یہ چیزیں عورتوں کے حق کی طرف مائل ہونے میں روک بن جاتی ہیں۔ وہ سارے دلائل سن کر یہ کہہ دیتی ہیں۔ ہاں جی تم مرد جو ہوئے آپ کی تو غرض ہی یہ ہے کہ ہم تہذیب سے بے بہرہ رہیں۔ پردہ ہمارے منہ پر ہوتا ہے۔ نقاب سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ دوسری شادی سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے تمہارے تو مزے ہی مزے ہیں۔ آپ دنیا بھر کی سیر کریں تو ہم گھر کے کھیلے اٹھائیں۔ پھر بعض عورتیں یہ کہہ دیتی ہیں کہ مرد کے ہاتھ میں قلم ہو جو چاہا اس نے لکھ دیا۔ وہ یہ کہنے سے ڈرتی ہیں کہ مذہب ایسا کہتا ہے وہ کہتی ہیں مرد جو چاہتا ہے مذہب کے نام پر کہہ دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں قلم ہے جو چاہے لکھ دے گو یہ باتیں مذہب سے تعلق نہیں رکھتیں۔ مردوں نے محض اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے مذہب کے نام پر لکھ دی ہیں اس کا ایک ہی علاج ہو سکتا ہے وہ یہ کہ

عورتیں مبلغ بنیں

اگر وہ عورتوں میں تبلیغ کریں گی تو ہمارے رستہ سے یہ روک یقیناً ہٹ جائے گی۔ مرد عورتوں میں تبلیغ کرے گا تو انہیں یہ کہنے کا موقعہ مل جائیگا کہ مرد کے ہاتھ میں قلم ہو جو چاہا لکھ دیا۔ لیکن اگر عورت تبلیغ کرے گی تو دلائل پر بات آ جائے گی اور ہمیں یقین ہے کہ اسلام دلائل میں ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ مرد تبلیغ کرے گا تو جذباتی باتیں تبلیغ میں روک بن جائیں گی دلائل پر بات نہیں آئے گی۔ عورت سمجھے گی کہ چونکہ یہ مرد ہونے کے ناطے اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ عورت مرد کے مقابلہ میں دلیل کو سوچتی نہیں اس لئے ہماری ہر دلیل بیکار جائے گی۔ لیکن یہی باتیں جب ایک عورت کے منہ سے نکلیں گی تو بات جذباتی رنگ میں نہیں رہے گی بلکہ

خالص عقلی رنگ

اختیار کر جائے گی اور خالص عقلی رنگ میں یقیناً ہمارا پہلو غالب رہے گا۔ دوسرے عورتیں عورتوں میں تبلیغ کر کے انہیں اسلام کی طرف لے آئیں گی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مرد گھروں میں بجائے مخالفت کے احمدیت کی تعریف سنیں گے اور اس طرح وہ احمدیت کے زیادہ قریب آ جائیں گے۔ ان سب باتوں کو سوچنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں

عورتوں میں بھی وقف زندگی کی تحریک

کو جاری کروں۔ اس میں کوئی شک نہیں ...... کہ اس میں مشکلات بھی ہوں گی مگر ان کا حل بھی سوچا جا سکتا ہے۔ پھر اگر عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں گی تو ان کے لئے علیحدہ نظام قائم کرنا ہوگا اور اسے عورتوں کے سپرد ہی کرنا ہوگا ورنہ مشکلات زیادہ پیدا ہو جائیں گی۔ اور مخالفین کی طرف سے اعتراضات بھی ہوں گے لیکن لجنہ کے ذریعہ یہ کام کیا جا سکتا ہے جس طرح تحریک جدید مردوں کیلئے کام کر رہی ہے اسی طرح

لجنہ اماء اللہ

عورتوں کیلئے کام کرے گی۔ اس کی طرف سے بجٹ آ جایا کرے گا اور ہم اسے منظور کر دیا کریں گے لیکن خرچ سارا عورتوں کی کمیٹی ہی کرے گی یہ کام کس طرح ہوگا اور واقفات زندگی عورتوں کی زندگی کیسے گذرے گی یہ بھی ایک نازک سوال ہے۔ واقف زندگی عورتیں اگر واقف زندگی مردوں سے نہیں بیاہی جائیں گی تو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ خاوند کہیں نوکر کر رہا ہوگا اور عورت کہیں تبلیغی کام کر رہی ہوگی۔ اس کا حل یہی ہے کہ جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں وہ واقف زندگی مردوں سے شادی کریں۔ جب وہ واقف زندگی مردوں سے شادی کریں گی۔ تو عورت کو مقدم رکھتے ہوئے ہم اس کے خاوند کو بھی اسی علاقہ میں لگا دیں گے جہاں عورت کے کام کو زیادہ اہمیت ہوگی۔

پھر تبلیغ کی کیا صورت ہوگی میں نے اس پر بھی غور کر کے تسلی کر لی ہے

اس کا انتظام

ایک بڑی حد تک ہو سکتا ہے۔ اصل سوال شادی کا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ایسی عورت کی شادی واقف زندگی مرد سے ہو۔ یا شروع شروع میں ایسی عورتیں لے لی جائیں۔ جو بیوہ ہوں یا بڑی عمر کی ہوں۔ ان کے بچے جوان ہو چکے ہوں انہیں گھروں میں کوئی خاص کام نہ ہو۔ اور ان کے مرد بھی انہیں اجازت دیدیں کہ وہ اشاعت اسلام کا کام کریں۔ ایسی عورتوں کو ہم کہیں گے کہ جاؤ تم دین کی خدمت کرو۔ شریعت نے تمہیں ان قیود سے آزاد کر دیا ہے جو اسلام کی رو سے ایک نوجوان عورت پر عاید ہوتی ہیں۔ شروع شروع میں ایسی عورتوں کو تربیت دے کر کام کو فوراً شروع کر دینا چاہئے۔ اس کے بعد وہ لڑکیاں جن کو ان کے والدین اجازت دیں انہیں صنعت و حرفت اور دوسری چیزیں جو عورتوں میں تبلیغ کیلئے ضروری ہیں سکھا کر اور دینی تعلیم دیکر باہر بھجوا دیا جائے۔

یہ ایک نئی چیز ہے

لیکن مسیح اول کے زمانہ میں اس پر عمل ہوا ہے ہمارے سامنے بھی وہ مشکلات درپیش ہیں جو مسیح اول کو درپیش آئیں۔ اس لئے انہیں دور کرنے کیلئے وہی طریق استعمال کیا جائے گا جو مسیح اول کے حواریوں نے کیا۔ وہ بھی عورتوں سے تبلیغ کا کام لینے پر مجبور ہوئے تھے۔ اور ہم بھی عورتوں سے تبلیغ کا کام لینے کے لئے مجبور نظر آتے ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو وہ مشکلات پیش نہیں آئی تھیں جو ہمیں پیش آ رہی ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مثیل تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں مہدی اور احمد تھے وہاں آپ کو عیسیٰ اور مسیح کا نام بھی دیا گیا ہے۔ مسیح اور عیسیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کو بھی وہی مشکلات پیش آئیں گی جو

مسیح اول

کو پیش آئیں اور ان کے دور کرنے کے لئے وہی طریقہ استعمال کیا جائے گا جو مسیح اول کے حواریوں نے استعمال کیا کوئی بیوقوف یہ کہہ سکتا ہے کہ مسیح اول کی قوم میں شرک بھی پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اسے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مشابہت کے یہ معنے نہیں کہ ہر وہ بات کی جائے جو مسیح اول کی قوم میں پائی جاتی تھی۔ پھر ہم یہ مان نہیں سکتے کہ مسیح اول کے سچے حواریوں میں شرک پیدا ہوا تھا۔ شرک مرتدین میں پیدا ہوا تھا اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم مرتدین کی نقل کریں گے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مومنوں کی نقل کریں گے اور جو کام مخلصین اور مومنین کرتے تھے ان میں یہ بھی شامل تھا کہ انہوں نے عورتوں سے تبلیغ کا کام لیا بلکہ فلسطین میں حضرت مسیح علیہ السلام کی موجودگی میں عورتوں سے یہ کام لیا گیا۔

پس

اس اعلان کے ذریعہ

میں اس نئے پہلو کو بھی جماعت کے سامنے رکھتا ہوں ایسی عورتیں جو گھریلو ذمہ واریوں سے آزاد ہو گئی ہوں۔ اور وہ سمجھتی ہوں کہ وہ سلسلہ کے لئے مفید ہو سکتی ہیں انہیں میں تحریک کرتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے تو وہ اپنی بقیہ عمر احمدیت کی تبلیغ میں لگائیں۔ اور پھر وہ لڑکیاں جن کے والدین اجازت دیدیں اور وہ سمجھتی ہوں کہ وہ تبلیغ کر سکتی ہیں وہ آگے آئیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ سلسلہ کیلئے اسی وقت ہی مفید ہو سکتی ہیں جب ان کے خاوند واقف زندگی ہوں۔ ان کی اگر کسی واقف زندگی سے منگنی ہو گئی ہے تو پھر ان کے لئے اس تحریک میں شامل ہونا آسان ہے یا اگر وہ سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے جذبات پر قابو پالیں گی اور شادی کیلئے اپنے انتخاب کو واقفین تک ہی محدود کر سکیں گی تو

وہ آگے آئیں

اور اس تحریک میں شامل ہوں۔ کل جب میں نے اس تحریک کا ذکر کیا تو ایک لڑکی نے کہا میں بھی اپنی زندگی وقف کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس سے کہا پہلے تم اپنے خاوند کی زندگی وقف کراؤ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ذریعہ سے تبلیغ بہت زیادہ کارآمد ہو جائے گی اور اس سے بہت زیادہ مفید نتائج پیدا ہوں گے اور یہ پردہ جو صرف جسم پر نہیں عقلوں پر بھی پڑا ہوا تھا دور ہو جائیگا اور چند سال تک ہماری تبلیغ بیسیوں گنے زیادہ ہو جائے گی۔ لیکن اس کیلئے بڑا انتظام کرنا ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ مردوں کیلئے جو وقف زندگی کا نظام قائم کیا گیا ہے وہ بھی ناقص ہے دو سال تک میں اس پر غور کرتا رہا ہوں۔ خدا نے چاہا تو جب میں ربوہ میں مستقل رہائش اختیار کروں تو اس وقت اس نظام میں بھی ایسی تبدیلیاں کی جائیں گی جو سلسلہ کے لئے زیادہ مفید اور زیادہ کارآمد ہو سکیں گی۔

الحاج حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ بنت حضرت حافظ غلام محمد صاحب آف ماریشس مرحوم)

جماعت احمدیہ میں کون ہے۔ جو حضرت نیر صاحب رضی کو نہیں جانتا۔ ان کا نام لب پر آتے ہی ایک فرشتوں کا سا نورانی اور متبسم چہرہ آنکھوں کے آگے پھرنے لگتا ہے۔ اور پھر ان کا وہ شیریں لب ولہجہ .... کیا کوئی شخص ایک دفعہ دیکھ کر پھر بھول سکتا ہے؟

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان چوٹی کے مجاہدوں میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ احمدیت کے لئے وقف کر کے دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھا دیا۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نائیجیریا (افریقہ) میں پیغام حق پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا۔

اس سے قبل آپ انگلستان کے دار التبلیغ میں دو سال کام کر چکے تھے۔ اور تبلیغ کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ رستہ میں سیرالیون اور گولڈ کوسٹ میں قیام کرتے ہوئے نائیجیریا پہنچے۔ اس ملک کے دار السلطنت لیگوس میں تبلیغی مرکز قائم کیا۔ خدا نے آپ کے کام میں ایسی برکت دی۔ کہ ایک قلیل عرصہ میں نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ میں ہزارہا لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور خدا کے فضل سے یہ دار التبلیغ اب تک بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ آپ بہت عرصہ تک تبلیغ کا کام کما حقہ سر انجام دینے کے بعد واپس تشریف لائے۔ پھر کافی عرصہ حضور کی خدمت میں بطور پرائیویٹ سکرٹری بھی رہے۔

آپ کو وہاں کے احمدیوں سے بہت محبت تھی۔ آپ اکثر انہیں بڑے پیار سے یاد کیا کرتے تھے ایک دفعہ جب آپ کو وہاں کے چند افراد کے مرتد ہونے کی خبر ملی۔ تو آپ کو بے انتہا رنج پہنچا۔ بار بار فرماتے تھے۔ کہ انہیں کیا ہو گیا۔ وہ تو بہت ہی مخلص احمدی تھے۔

اللہ اللہ۔ کیسی پاکیزہ۔ کتنی بلند و ارفع تھی آپ کی ہستی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ بے اندازہ محبت اور عقیدت تھی۔ کوئی گفتگو خواہ کیسی ہی ہو۔ آپ اس میں حضور علیہ السلام کا ذکر ضرور کرتے۔ کہ حضور اقدس نے اس موقعہ پر یوں فرمایا تھا۔ پھر جس پیار اور ادب سے حضور پرنور کا نام لیتے۔ وہ آپ کی محبت اور اخلاص کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ بیماری کی حالت میں فرمانے لگے۔ جب میں افریقہ تھا۔ تو میرا دل حضور کی یاد اور جدائی سے بہت بے تاب تھا۔ تو میں نے تین روز خدا تعالیٰ سے رو رو آدھی آدھی رات تک دعا کی تیسری رات میں نے رویا میں دیکھا۔ کہ حضور اقدس تشریف لائے ہیں۔ اور بڑے پیار سے مجھے گلے لگا کر ملے ہیں۔ صبح جب میں بیدار ہوا۔ تو دل بالکل مطمئن تھا۔ تمام اضطراب اور بے چینی رفع ہو چکی تھی۔ پھر آپ نے چند اشعار سنائے۔ جو آپ نے اس رویا کو دیکھ کر بطور یادگار لکھے تھے افسوس کہ اس وقت مجھے یاد نہیں رہے جب آپ یہ رویا بیان کر رہے تھے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آپ کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک تھی۔

قادیان کی جدائی تقریباً ہر احمدی کے لئے روح فرسا ہے مگر وہ قلق جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہے۔ وہ اور ہی چیز ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس میں خدا تعالیٰ کے پاک مسیح محمدی اور مہدی موعود کو اس میں چلتے پھرتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے دیکھا تھا۔ جس کے ذکر سے ہی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگنے لگتی تھیں۔ آپ ہر ایک سے خواہ وہ کوئی ہی ہو۔ نہایت خندہ پیشانی سے ملا کرتے تھے تکبر۔ غصہ۔ کینہ کا تو مادہ ہی نہ تھا۔ عاجزی۔ انکساری اور رحم دلی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کسی کو دکھ دینا تو گویا جانتے ہی نہ تھے۔ دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے۔ ذرا کسی کو غمزدہ دیکھا۔ تو اسے اتنی تسلی دی۔ کہ وہ مطمئن ہو کر اٹھا۔

وفات سے چند ماہ قبل گوجرانوالہ میں ہم آپ سے ملنے کے لئے گئے۔ صبح کا وقت تھا۔ اس وقت باغ میں ٹہل رہے تھے ہمیں دیکھ کر بڑی شفقت اور محبت سے سروں پر باری باری ہاتھ پھیرا۔ ساتھ ساتھ فرماتے جاتے تھے۔ میرے مرحوم بھائی کی نشانی ـــــ اور آنسو اس وقت آپ کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ پھر ابا جان مرحوم کی باتیں بہت دیر تک ہم سے کرتے رہے۔ فرمایا تمہارے ابا جان اور میں اکٹھے کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ مجھے ان کی بہت سی باتیں یاد ہیں۔ وہ کسی دن تم کو بتاؤں گا۔ نوٹ کر لینا۔ دوسری بار جب گئے۔ تو آپ بیمار تھے۔ بیماری کے دوران میں بھی آپ نے کہا۔ مگر آپ کی تکلیف کے خیال سے ہم نے کہا۔ کہ آپ کو صحت ہونے پر لکھیں گے۔ مگر صد افسوس کہ آپ اس بیماری سے صحت یاب نہ ہو سکے۔ اور ہم آپ کی باتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ گئے۔ ۱۷ر ستمبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت عالم بیہوشی میں ہی آپ عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت بھی آپ کے چہرہ پر مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔ وہی مسکراہٹ سے لبریز مقدس مسکراہٹ۔ گو آپ کی جدائی ناقابل تلافی صدمہ ہے۔ لیکن ہمیں ہر حال میں خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔ ہر آنے والا جانا ہے۔ ہاں کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ دنیا جب سے پیدا ہوئی۔ قضا و قدر کا یہ لا انتہا ہی سلسلہ جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔ مگر کیا ہی خوش نصیب ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے اور اس کے دین کی خدمت کرتے ہوئے عمر گزار دے۔ آپ کے دونوں بچے عزیز[illegible] اسماعیل خلیل اور آدم بہت ہی کم سنی کی حالت .... سے محروم ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں اپنی خاص حفاظت اور امان میں رکھے۔ ان کی عمر دراز کرے۔ اور انہیں اپنے نیک باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں۔ کہ وہ حضرت نیر صاحب رضی اللہ عنہ کو فردوس اعلیٰ میں سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے۔ آپ کے مزار مبارک پر اپنے انوار اور رحمتوں کی بارش برسائے آمین ثم آمین۔

صداقت کے متلاشی اور ہمارا فرض

جہاں آج دنیا اپنے معبود حقیقی سے غافل اور کوچۂ روحانیت سے کوسوں دور دکھائی دیتی ہے۔ وہاں لاکھوں کروڑوں سعید روحیں ایسی بھی ہیں۔ جنہیں حق و صداقت کی تلاش ہے۔ اور وہ اس مقدس آواز کو سننے کی متمنی ہیں۔ جو آواز آدم علیہ السلام سے لے کر سردار الانبیاء حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک راستی کے شہزادوں نے مختلف زمانوں اور ملکوں میں باذن الٰہی بلند کی۔ جسے سن کر مردہ روحیں زندگی کے آثار پانے لگیں۔ اور ان میں سے ہزاروں نے سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے اپنے حقیقی مطلوب اور مقصود کو پا لیا۔

ایسی ہی روح پرور اور حیات بخش آواز موجودہ زمانہ میں از سر نو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ مامور نے آج سے نصف صدی قبل قادیان کی مقدس بستی سے بلند کی۔ صد حیف ہے۔ کہ اکثر تاریکی کے فرزندوں اور مادہ پرست انسانوں نے اس دلکش اور صداقت بھری آواز کی کچھ قدر نہ کی۔ بلکہ الٹا اس آواز کو دبانے کی انتہائی کوشش کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ مقدس آواز خدا تعالیٰ کے اذن سے بلند ہوئی تھی۔ اسی لئے دبانے سے نہ دبی۔ اور اس نے بڑے بڑے دشمنوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اور ازمنۂ ماضیہ کی طرح سینکڑوں نہیں ہزاروں سعید روحیں حلقہ بگوش صداقت ہو گئیں۔ اور انہوں نے راہ حق میں جانیں قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ جس کی ایک زندہ مثال سید عبداللطیف صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا وجود ہے۔ پس اے احمدی احباب! یقین جانئے۔ احمدیت کی صداقت بھری آواز میں وہ اثر ہے۔ کہ جس کے باعث سعید روحیں جوق در جوق حق کی طرف رجوع کر چکیں۔ اور کر رہی ہیں۔ صرف غفلت ہے تو ہماری طرف سے کہ ہم نے پورے عزم کے ساتھ تبلیغی میدان میں قدم نہیں اٹھایا۔ ضرورت ہے۔ اس امر کی کہ ہر مخلص احمدی تبلیغ احمدیت کے لئے اپنے اندر وہ روح پیدا کرے۔ جو صحابہ کرام رض کے اندر تھی۔ جس کی بدولت وہ دنیا جہاں پر ایک قلیل عرصہ میں ہی پھیل گئے تھے۔ اور لاکھوں بلکہ کروڑوں بھولے بھٹکے انسانوں کو وہ جادۂ مستقیم پر لے آئے تھے۔

چاہیئے کہ ہر احمدی تبلیغی میدان میں کمر ہمت باندھ لے۔ اور حق تبلیغ کو ایسے احسن پیرایہ میں ادا کرے۔ کہ جس کے نتیجہ میں اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ درجنوں افراد کو احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق بخشے اس فرض کو عملی طور پر سر انجام دینے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتوں اور احباب کے سامنے اپنے خطبات میں یہ تحریک بیان فرما چکے ہیں کہ ہر احمدی سال میں ایک ایک احمدی بنانے کا وعدہ کرے۔ اور اس کو پورا کرنے کے لئے دوران سال میں کما حقہ، کوشش کرے۔

بطور یاد دہانی عرض کیا جاتا ہے۔ کہ جن جماعتوں یا افراد نے تا حال اس تحریک پر لبیک نہیں کہا۔ انہیں جلد از جلد اس پر لبیک کہنا چاہیئے۔ اور اس کی فوری اطلاع دفتر بیعت ربوہ ضلع جھنگ کو کر دینی چاہیئے۔ اور جنہوں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ انہیں اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء (انچارج بیعت ربوہ)

درخواست دعا

مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔اے سابق مبلغ اسلام امریکہ تحریر فرماتے ہیں:۔

میری عام صحت میں بحیثیت مجموعی کچھ ترقی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی درد وغیرہ کا اعادہ ہو جاتا ہے، اور طبیعت ایک حالت پر قائم نہیں ہے۔ تکلیف کا سلسلہ لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی مشکلات میں مبتلا ہوں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے مصنوعی ٹانگ لگانے کے سلسلے میں مشکلات کو دور کر دے۔ چلنے پھرنے والا بنائے۔ اور جلد از جلد سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کے لئے روح تڑپ رہی ہے۔

دار الافتاء ربوہ

(از مکرم مولانا سیف الرحمن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

سوال:- کیا خلع نامہ نکاح میں یہ شرط لکھی جا سکتی ہے۔ کہ لڑکی کو اختیار ہوگا۔ کہ جب وہ چاہے اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے؟

الجواب:- اسلام نے طلاق کا جو نظام جاری کیا ہے۔ اور اس کے لئے جو حدود اور جس قسم کی شرائط تجویز کی ہیں۔ وہ اور جن کی کسی قدر تفصیل دار الافتاء کی طرف سے الفضل ۸ مارچ ۱۹۵۰ء نمبر ۵۹ میں شائع کی گئی ہے۔ ان پر اگر غور کیا جائے تو یہ طریق سراسر اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے ہی ہونے والی بیوی کو یہ اختیار دے دیا جائے۔ کہ وہ جب چاہے اپنے آپ کو خود طلاق دے دے۔ اور اس طرح نکاح کی پابندی سے آزاد ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ فقہاء کی ایک معتد بہ تعداد اس امر کی قائل ہے۔ کہ نکاح کے موقع پر اس قسم کی شرائط بیوی کی طرف سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور خاوند اس کو طلاق کا مالک بنا سکتا ہے۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے۔ جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ہمیں اختیار دیا۔ کہ چاہیں تو ہم آپ کی بیویاں رہیں اور چاہیں تو آپ سے الگ ہو جائیں۔ لیکن ہم نے آپ کے پاس رہنا پسند کیا۔ ان کا دوسرا استدلال عقلی ہے۔ یعنی خاوند طلاق کا مالک ہے۔ اس لئے اسے اختیار ہے کہ وہ اپنی چیز بذریعہ تملیک کسی اور کے ملک میں دیدے خواہ وہ اس کی بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ان کے یہ دونوں استدلال درست نہیں۔ حدیث سے یہ استدلال کرنا تو اس حدیث کی روح کے خلاف ہے۔ دوسرے اس میں یہ تصریح کہیں بھی نہیں کہ آنحضرت صلعم نے انہیں یہ اختیار دیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہیں۔ بلکہ جو کچھ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ازواج مطہرات یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ آیا وہ حضور کے پاس رہنا پسند کرتی ہیں یا الگ ہونا چاہتی ہیں۔ اگر وہ یہ پسند کریں کہ انہیں الگ کر دیا جائے۔ تو حضور ان کو الگ کر دیں گے۔ نہ یہ کہ علیحدگی کے فیصلہ کے ساتھ ہی وہ خود بخود الگ ہو جائیں گی۔ قرآن مجید نے بھی اس قسم کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ یعنی اگر تم دنیا کو پسند کرتی ہو تو آؤ مجھ سے دنیا لو تاکہ میں تمہیں رخصت کر سکوں۔ عقلی استدلال بھی کچھ یونہی سا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کا اختیار مرد کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اس میں تبدیلی شرعی منشا کو بدل دینے کے مترادف ہوگی۔ یہ صرف میری ہی رائے نہیں۔ بلکہ سابقہ فقہاء میں سے بعض محققین نے بھی اس دلیل کو اس حیثیت سے دیکھا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن رشد بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں

قیل لیس التملیک لشیٔ لان ما جعل الشرع بید الرجل لیس یجوز ان یرجع الی ید المرأۃ بجعل جاعل

یعنی فقہاء کہتے ہیں۔ کہ تملیک یعنی عورت کو طلاق کا مالک بنا دینا درست نہیں کیونکہ جس اختیار کو اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھا ہے۔ وہ عورت کے ہاتھ میں کوئی کیسے دے سکتا ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں آیا۔ تو آپ نے فرمایا صنع اللّٰہ بالرجال وفعل یعمدون الی ما جعل اللّٰہ فی ایدیھم فیجعلونہ بایدی النساء بفیھا التراب

یعنی اللہ تعالیٰ ان مردوں سے سمجھے جو امر خدا نے ان کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اسے وہ ناسمجھ عورتوں کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ غرض حضرت عمرؓ نے بھی اس طریق کو ناپسند فرمایا ہے۔ اور کئی فقہاء بھی اس طریق کو جائز نہیں سمجھتے۔

در اصل جب پہلا قدم غلط اٹھتا ہے۔ تو دوسرے قدم میں لازماً خود بخود غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جہاں اسلام نے مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے وہاں اس نے عورت کے لئے خلع کی گنجائش رکھی ہے لیکن فقہاء نے خلع کے ساتھ ایسی شرائط لگا دی ہیں جن کے ہوتے ہوئے عورت کے لئے اس کے حق کے استعمال کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور اس میں بھی اصل اختیار مرد کے ہی پاس رہتا ہے۔ یعنی خلع کے لئے مرد کی رضامندی کو وہ ضروری سمجھتے ہیں۔ جب تک مرد رضامند ہو کر اسے طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو خلع نہیں ہو سکتا۔ ایسی حالت میں عورت کے پاس مشکلات کے وقت میں میاں بیوی سے الگ ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ اس مشکل کا حل بعض حیلہ ساز علماء نے یہ تجویز کیا۔ کہ عورت۔ والعیاذ باللہ مرتد ہو جائے اس طرح وہ خود بخود مرد سے الگ ہو جائے گی۔ اور بعض نے دوسری تجویز پیش کی۔ جو اس وقت زیر بحث ہے۔ یعنی اس قسم کی خطرات سے بچاؤ کے پیش نظر بطور پیش بندی عورت طلاق کو اپنے اختیار میں رکھنے کی شرط مرد سے منوا لے۔ حالانکہ خلع کا جو اسلامی طریق ہے۔ اسے اگر اپنی سادہ صورت میں رہنے دیا جائے۔ تو اس قسم کے حیلوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ
ربوہ ضلع جھنگ

جامعہ احمدیہ میں ایک تقریب

قرآن مجید کے حفظ کر لینے پر دعا اور دعوت

مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں علاوہ دیگر دینی تعلیم کے قرآن مجید کے حفظ کرانے کا بھی انتظام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نہایت کرم ہے۔ کہ اس کے فضل سے جہاں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی اس درسگاہ سے فارغ ہوتی ہے۔ جو دینی تعلیم اور قرآن مجید کے معانی و معارف حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ وہاں اس مدرسہ سے ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جو قرآن مجید کی صوری اور وضعی حفاظت کے پیش نظر اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح ان دونوں طریق سے درسگاہ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے جماعت کے نونہالوں کی تربیت کرتی ہے۔

اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے حافظ کلاس میں سے جناب حافظ غلام محی الدین صاحب اس نعمت سے متمتع ہوئے ہیں۔ اور آپ نے مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔ اس موقعہ پر جب کہ وہ تکمیل حفظ اور تحصیل علم کے بعد مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہو رہے تھے۔ ان کے ہم جماعت طلبہ نے ان کے اعزاز میں ۱۹ اپریل کو ایک الوداعی پارٹی دی۔ جس میں جامعہ اور مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ کلاس کے اکثر طلبہ اور مقامی احمدی احباب شریک ہوئے ماحضر تناول۔ قرآن مجید کی تلاوت۔ اور نظم کے بعد طلبہ حافظ کلاس کی طرف سے حافظ عبد السلام صاحب نے حافظ غلام محی الدین صاحب کو ایڈریس پیش کیا۔ جس میں طلبہ کی طرف سے علاوہ ان کی اس کامیابی پر مبارکباد کے دلی محبت بھرے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ ایڈریس کے جواب میں حافظ غلام محی الدین صاحب نے جناب مولانا ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ جناب چوہدری شاہ سید صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ اور جناب حافظ شفیق احمد صاحب انچارج حافظ کلاس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان طلبہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جو اس دعا کی تحریک کا باعث بنے۔ اور بقول حافظ صاحب ان کی عزت افزائی کا موجب ہوئے۔ حافظ صاحب کے بعد مجلس کے پاک ماحول اور قرآن مجید کی اہمیت اور عظمت سے متاثر ہوتے ہوئے اس موقعہ پر صدر مجلس کی اجازت سے مکرم قریشی محمد نذیر صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ مکرم مولوی ظفر محمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ مکرم بابو فقیر علی صاحب حافظ محمد اعظم صاحب اور محمد حنیف صاحب سیلونی نے بھی تقاریر کیں۔ جن میں علاوہ حافظ صاحب کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دینے کے اس طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ کہ جماعت کا معتد بہ حصہ قرآن مجید کے حفظ کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دے رہا۔ حالانکہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز متفرق اوقات میں اس سلسلے میں کئی دفعہ فرما چکے ہیں۔ مکرم قریشی محمد نذیر نے کہا۔ کہ جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس فرض کو پہچانیں اور ذہین۔ صحت مند اور زیرک طلبہ کو اس غرض کیلئے بھجوا کر سلسلہ اور قرآن مجید کی ایک بہت بڑی خدمت کریں۔ آخر میں مجلس کے صدر مکرم مولانا ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے تقریر کرتے ہوئے طلبہ کو نہایت مفید نصائح فرمائیں۔ اور حافظ غلام محی الدین صاحب کو مبارکباد دینے کے علاوہ آپ نے اس کلاس کے انچارج جناب حافظ شفیق احمد صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جن کی محنت اور سعی سے حافظ صاحب کامیاب ہوئے ہیں۔ اور آئندہ زیادہ سے زیادہ حفاظ تیار کرنے کے متعلق نہایت امید افزا ہدایات فرمائیں۔ دعا کے بعد یہ جلسہ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ حافظ غلام محی الدین صاحب کو ان کی یہ کامیابی مبارک کرے اور مزید توفیق دے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بہتر وجود بن سکیں۔ آمین

(سیکرٹری اشاعت جامعہ احمدیہ احمد نگر)

درخواست ہائے دعا

میں ایک ماہ آٹھ دن تک ہسپتال میں بعارضہ نمونیہ بیمار رہا۔ الحمد للہ کہ اب صحت یاب ہو کر گھر آ گیا ہوں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ جمعدار محمد نصیب صاحب

(۲) برادرم بشیر احمد رفیق متعلم تعلیم الاسلام کالج لاہور کی والدہ صاحبہ جو خان دانشمند خان صاحب ڈاب کلے ضلع پشاور کی اہلیہ ہیں۔ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار حسام الدین تعلیم الاسلام کالج لاہور

(۳) ہادی علی خان صاحب کی بڑی لڑکی سخت بیمار ہے۔ میو ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب سے التجا ہے۔ کہ مریضہ کے لئے دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مریضہ کو صحت یاب کرے۔ (رشید علی خان)

(۴) میرے لڑکے حمید احمد رشید نے B.A کا امتحان دیا ہے۔ احباب سے التجا ہے کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں (بیگم ایم۔ اے۔ رشید)

(۵) عزیزم ناصر احمد قریباً دو ہفتہ سے بوجہ چیچک۔ اور بخار اور آنکھیں دکھتی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ عزیز مذکور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (چوہدری محمد منیر کلرک)

ہماری تبلیغی جد و جہد رپورٹ بابت ماہ مارچ ۱۹۵۰ء

(۲)

نمبر شمار	نام تبلیغ کنندہ مبلغ	تعداد بیعت
۲۰	بدر الدین صاحب بورڈنگ ہاؤس چنیوٹ	۱
۲۱	فضل محمد خان صاحب ڈی ایل ایف اے سنٹرل آرڈیننس ڈپو راولپنڈی	۱
۲۲	عمر الدین صاحب سیکرٹری مال علیپور	۱
۲۳	چراغ الدین صاحب پیرو چک ضلع سیالکوٹ	۱
۲۴	عبد الواحد صاحب واقف زندگی احمد آباد اسٹیٹ - ضلع تھرپارکر سندھ	۳
۲۵	چوہدری بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک نمبر ۹۷	۱
۲۶	ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ سیالکوٹ	۱
۲۷	چوہدری نور احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ککو بھٹی	۱۱
۲۸	مہتاب الدین صاحب مہنہ گجر ضلع لائل پور	۱
۲۹	چوہدری تاج الدین صاحب کھاریاں ضلع گجرات	۱
۳۰	سید اصغر حسین صاحب انسپکٹر بیت المال	۱
۳۱	محمد یعقوب صاحب قیس سیکرٹری تبلیغ کراچی	۱
۳۲	عبد العزیز صاحب واقف زندگی ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	۶
۳۳	مولوی کریم بخش صاحب سیکرٹری تبلیغ گمٹ چک ۲۰۹	۲
۳۴	چوہدری غلام حیدر صاحب نوجیاں والہ ضلع گجرات	۱
۳۵	سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی ربوہ	۱
۳۶	محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ عزیز پورہ ڈگری ضلع سیالکوٹ	۱
۳۷	عبد العزیز صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھڑوہ ضلع سیالکوٹ	۱
۳۸	خلیل احمد صاحب وقف فرقان	۳
۳۹	مبارک علی شاہ صاحب گٹ گنج مردان	۱
۴۰	امیر صاحب جماعت احمدیہ لائلپور	۱
۴۱	میر اللہ بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تلونڈی ملہ والی - ضلع گوجرانوالہ	۱
۴۲	جنرل سیکرٹری ایسٹ پاکستان جماعت احمدیہ ڈھاکہ	۲
۴۳	نواب خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چہنگپور ضلع سیالکوٹ	۱
۴۴	محمد عیسیٰ جان صاحب کوئٹہ	۱
۴۵	غلام قادر صاحب اوکاڑہ ضلع منٹگمری	۱
۴۶	محمود احمد صاحب معرفت ڈیری زرعی کالج لائل پور	۴
۴۷	قاضی علی محمد صاحب سیکرٹری امور عامہ سیالکوٹ شہر	۱
۴۸	میاں مہر الدین صاحب سیکرٹری چک ۲۷ الف کا جلو تھرپارکر سندھ	۱
۴۹	ڈاکٹر حسام الدین صاحب ریاست بہاولپور	۱
۵۰	محمد سعد اللہ صاحب سنٹرل جیل حیدرآباد سندھ	۱
۵۱	چوہدری نور احمد صاحب پریم کوٹ ضلع گوجرانوالہ	۱
۵۲	خورشید احمد صاحب مبلغ احمدیہ ضلع مظفر نگر یو پی	[illegible]
۵۳	بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی	۳
۵۴	مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ	۳
۵۵	محمد سلیمان صاحب ضلع نکبورا مغربی بنگال	۱
۵۶	محمد رشید صاحب مالابار	۱
۵۷	سیٹھ یوسف احمد صاحب حیدرآباد دکن	۱
۵۸	سید عبد الحکیم صاحب سونگڑہ حال مقیم تاراکورا ڈاکخانہ چھاپا ضلع مونگیر	۱

اجلاس صاحب افسر مال بہادر ضلع گجرات بہ اختیارات کلکٹر

برکت علی شاہ ولد حسین شاہ بذاتہ و نیز برائے مفاد مدد علی برادر حقیقی خود و دیگر حصہ داران مسمیان عابد حسین ولد حسین شاہ رحمت شاہ و قائم حسین شاہ پسران عالم شاہ قوم سید سکنہ گجن تحصیل پھالیہ

بنام

بوٹا ولد گنڈا قوم آروڑہ سکنہ گجن حال ہندوستان

دعوی فک الرہن ۱۷ مرلہ کنال رقبہ موضع گجن - تحصیل پھالیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی چونکہ سکونت ترک کرکے چلا گیا ہوا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اسے کسی قسم کا کوئی عذر ہو۔ تو مورخہ ۴/۵/۵۰ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

۴/۵۰ ۱۳

دستخط حاکم ....

مہر عدالت ....

اجلاس صاحب افسر مال بہادر ضلع گجرات بہ اختیارات اسپیشل کلکٹر

مسماۃ نور بیگم زوجہ اللہ داد قوم گوجر سکنہ بھلیسر الزالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

بنام

گیان سنگھ ولد ہری سنگھ - لدھا سنگھ ولد گنڈا سنگھ اقوام بھاٹیہ سکنہ ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

دعوی واگذاری اراضی مرہونہ رقبہ بھلیسر الزالہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی سکونت ترک کرکے چلا گیا ہوا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر انہیں کسی قسم کا کوئی عذر ہو۔ تو مورخہ ۵/۵/۵۰ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۵/۵۰ ۱۳

دستخط حاکم ...

مہر عدالت ....

مسئلہ کشمیر بین الممکتی کشیدگی کا سب سے بڑا سبب ہے

(لنڈن ٹائمز)

لنڈن ۲۵ اپریل (رائٹر) پاکستان اور بھارت کے درمیان اقلیتوں کے بارے میں جو سمجھوتہ ہوا ہے برطانیہ کے مشہور اخبار "لنڈن ٹائمز" نے اس پر تبصرہ کیا ہے اور سمجھوتے کے متن کو کافی جگہ دی ہے پاکستان اور بھارت کی پارلیمنٹوں میں مسٹر لیاقت علی خاں اور پنڈت جواہر لال نہرو کی تقاریر کا ذکر کرتے ہوئے "ٹائمز" نے لکھا ہے۔ وزرائے اعظم نے جن خیالات کا اظہار کیا۔ انہیں ان دونوں ملکوں کے ایسے انتہا پسند طبقات پسند نہیں کریں گے جو اپنے اپنے رہنماؤں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ دوسرے ملک کے ساتھ تعلقات میں مصالحانہ طرز عمل اختیار کرتے رہے ہیں۔ دونوں ملکوں میں رائے عامہ بنگال کے دونوں حصوں کے فسادات اور قتل و غارت سے بہت مشتعل ہے اور دوسری حکومت کے ارادوں کے بارے میں بدترین قسم کی افواہوں پر بھی یقین کر لیتی ہے۔ مسٹر لیاقت علی اور پنڈت نہرو کے اعلانات دونوں ملکوں کی رائے عامہ کے خلاف ہوتے ہیں۔

اگر مسٹر نہرو اور مسٹر لیاقت علی خاں میں نیک نیتی کا فقدان ہوتا تو وہ بڑی آسانی سے رائے عامہ کے ساتھ مل کر ہر دلعزیز ہو جاتے۔ یا اس کے لئے محض رسمی اپیلیں کر کے مطمئن ہو جاتے لیکن انہوں نے دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو رائے عامہ کے زور کے راستے میں رکاوٹ بنا لیا ہے۔ اقلیتوں کی حفاظت کے لئے ایک جامع سمجھوتہ کر کے اور ایک دوسرے کی نیک نیتی کا برسر عام اعتراف کر کے انہوں نے لوگوں کی عقل کو اپیل کرنے کی ایک بہت بڑی کوشش کی ہے۔ ان کے اس اقدام کے لئے موجودہ وقت سے بہتر اور کوئی وقت نہیں تھا کیونکہ دونوں ملکوں کے عام لوگ اگرچہ کوئی راستہ نہ ملنے کی وجہ سے غصے میں تھے۔ لیکن اس خیال سے وہ بھی گھبرائے ہوئے تھے کہ جنگ ہو کر رہیگی اس سمجھوتے نے ان کے تصورات اور خیالات کے لئے خوشگوار راہیں کھول دی ہیں۔

تشدد کو دبانے کی مشینری تجویز کرنے سے پہلے وزرائے اعظم نے دینی اپنی حکومت کے اس پکے ارادے کو دہرایا ہے کہ وہ اپنی اپنی سرحدوں کے اندر جمہوریت کو مضبوط بنائیں گے اور اس بات کا خیال رکھیں گے کہ اقلیتوں کو بلا امتیاز مذہب شہریت اور سلامتی کے مکمل حقوق دیئے جائیں مستقبل کی بات ہے لیکن یہ ایک ایسے طریق کار کا جزو ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی پوزیشن ایک دوسرے کے سامنے آ جائے۔ پاکستان کی رائے عامہ کا خیال یہ ہے کہ بھارت ایک ایسی سرزمین کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں ایک ایسا ہندو راج قائم ہوگا کہ اس میں مسلمانوں کیلئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح بھارت کے کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں ایک مذہبی حکومت قائم ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ پرانے زمانے کی طرف لوٹ جائے صحیح علم کا فقدان خوفناک حد تک پہنچا ہوا ہے اور مسٹر لیاقت علی نے ٹھیک کہا ہے کہ اخبارات دونوں ملکوں کو پھر ایک دوسرے سے متعارف کرنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں۔

"لنڈن ٹائمز" نے سمجھوتے کی دوسری شرائط کی تشریح کرنے کے بعد آخر میں لکھا۔ فوری ہنگامی حالات میں حکومتیں جو کچھ کر سکتی تھیں ظاہر ہے کہ وہ کر دی ہیں اور انہوں نے امید کیلئے نئی بنیادیں مہیا کی ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دونوں حکومتوں کے بین الممکتی تعلقات میں جو کشیدگی اور جھگڑے جاری ہیں۔ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلافات بڑھا دیے ہیں۔ حالیہ بات چیت کے باوجود کشمیر ان سب میں سے زیادہ خطرناک مسئلہ ہے۔ اسی جھگڑے کی تلخی نے دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات کو اس سختی سے متاثر کیا ہے کہ براہ راست طور پر یہی مسئلہ متروکہ املاک نہری پانی اور پاکستانی اور بھارتی روپے کی حیثیت کے سوال ہی پر ان دو قدرتی شرکاء کا تجارتی رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ دہلی کا سمجھوتہ اسی صورت میں مضبوط اور مکمل طور پر موثر ثابت ہو سکتا ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اور یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے کہ وزرائے اعظم کی ایک اور ملاقات ہوگی۔

برطانیہ میں کارخانے جوہری طاقت استعمال کرینگے

لنڈن ۲۵ اپریل۔ ہو سکتا ہے کہ برطانیہ پہلا ملک ہو جہاں جوہری طاقت کو کارخانوں کے کام میں لایا جائے۔ اب اس امر کی توقع ہے کہ پہلا تجرباتی کارخانہ دو یا تین سال کے اندر کام کرنے لگے گا ہارول کے اٹیمی اسٹیشن میں جو اہم فنی معلومات حاصل کی گئی ہیں اب اس کے نتیجہ میں بجلی پیدا کرنیوالا اٹیمی انجن ایک نئے جوہری تحقیقاتی اسٹیشن میں بنائے جائیں گے۔

(داستان)

بقیہ صفحہ ۲

کبھی تو سوچے گا ان میں سے کوئی سوچو نادانو۔ اگر تم نے قادیان کو فتح کر لیا ہوتا۔ تو سیاست سادہ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے اب پھر ایڑی چوٹی کا زور کیوں لگاتے۔ اگر تم نے قادیان کو فتح کر لیا ہوتا تو اخبار نویسوں کے پاس جا جا کر التجائیں کیوں کرتے کہ "مرزائیت" کے خلاف لکھو۔ اگر تم نے قادیان کو فتح کر لیا ہوتا تو حکومت سے کیوں مطالبے کرتے کہ "مرزائیوں" کو اقلیت قرار دیا جائے۔ ڈاکٹر اقبال اور مرزا بشیر احمد کی متروک تحریریں نکال نکال کر کیوں دکھائی جاتیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ جماعت احمدیہ کے نام پر جھوٹے اشتہار کیوں شائع کرواتے اگر قادیان فتح ہو چکا تھا۔ تو احرار تبلیغ کانفرنس میں مولوی محمد علی جالندھری کی افتتاحی تقریر کو ان عنوانات سے کیوں شائع کیا جاتا۔

"اقبال کی روح ماتم کر رہی ہے کہ مرزائی اس کے نشان کردہ ملک پر مسلط ہیں"
"اگر علامہ اقبال آج حیات ہوتے تو موت کی تمنا کرتے"

"علامہ اقبال" کیا کرتے وہ تو دنیا دیکھ ہی لیتی مگر دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ مولوی محمد علی جالندھری زندہ ہیں اور وہ قطعاً موت کی تمنا نہیں کرتے اللہ کریم قرآن حکیم میں فرماتے ہیں

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
(سورہ جمعہ)

ہم بتاتے ہیں اقبال کیا کرتا۔ اقبال جب دیکھتا کہ احراریوں نے اس کے نشان کردہ ملک کے بننے میں سخت مزاحمت کی ہے۔ طمع نفسانی کے لئے دشمنوں سے مل کر قائد اعظم کو بھی گالیاں دینے سے باز نہیں رہے (اور یقیناً قائد اعظم کے ساتھ اس جوش جنوں میں اقبال بھی نہ بچتا۔ وہ تو خیر ہوئی کہ ان کا مرغ روح کچھ سال پہلے ہی قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور ان کو وہ نامبارک نظارے نہ دیکھنے پڑے۔ جو مسلمانوں کو احراریوں نے تنگینی کا ناچ نچا کر دکھائے اور شاید اس کے صدمے ہی سے وہ پہلے ہی جاں بحق رسید ہو گئے تھے) اور جب اقبال دیکھتا کہ "مرزائیوں" نے پاکستان کی تعمیر میں معتدبہ حصہ لیا ہے۔ تو وہ ضرور اپنی وہ رائے بدل کر اسی اپنی پہلی رائے پر واپس آ جاتے۔ جو انہوں نے "قادیانی جماعت کو اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ" اور مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو "زمانے کا اعلیٰ عمیق ترین مسلمان مفکر" بیان کر کے کبھی ظاہر کی تھی اور ان کو یاد آ جاتا کہ ان کی شاعری کو نور اسلام کا ضیا احمدیت ہی نے دی تھی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ جب وہ احراریوں کی کرتوتیں اس طرح عریاں دیکھتے جیسی کہ انہوں نے پاکستان بننے سے کچھ قبل دکھائیں اور اگر وہ واقعی اس صدمے سے فوت نہ ہو جاتے تو وہ ضرور احراریوں اور احمدیوں کے متعلق پھر اپنی رائے تبدیل کر لیتے کیونکہ بقول خود "رائے کو تبدیل کرنا ہر زندہ انسان کا حق ہے۔ صرف پتھر ہی اپنے آپ کو نہیں جھٹلاتے"۔ بلکہ انہوں نے تو یہاں تک بھی فرمایا ہے۔ ع

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

مولوی محمد علی صاحب ذرا سوچیں تو سہی کہ اگر اقبال زندہ ہوتے تو وہ قائد اعظم کے ساتھ ہوتے یا قائد اعظم کو گالیاں دینے والوں کے ساتھ؟ یہ کوئی ایسی چیستان نہیں کہ جس کو آج کل کا مسلمان فوراً حل نہ کر سکے۔ اقبال بیشک اپنی رائے تبدیل کرنے کے معتقد رہتے تھے مگر وہ یقیناً ان لوگوں کی طرح نہیں تھے۔ جن کا مفکر اعظم ان کے متعلق ہانڈی کے ابال اور پیشاب کی جھاگ کی مثال دینے سے بھی نہیں رک سکا۔

ہمیں پورا پورا یقین ہے کہ جس خدا نے احراریوں کی کوشش کے باوجود اپنی قدرت سے پاکستان کو بنا ڈالا ہے۔ وہی خدا اب بھی پاکستان کو ان کے فتنوں سے محفوظ رکھیگا کیونکہ اگرچہ یہ ناسور پھر رسنے لگا ہے۔ لیکن وہ محض ایک ناسور ہی ہے۔ جو ہوا میں عفونت تو پھیلا سکتا ہے۔ مگر نقصان اپنے آپ کو ہی پہنچاتا ہے۔

احراریوں سے ہم اس قائد اعظم کے نام پر جس نے ان کو خوشی سے بخش دیا۔ اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس ملک میں فتنہ و فساد کا دروازہ از سر نو وا نہ کریں۔ جس کا نشان اقبال نے کیا تھا اور جس کی بنیاد قائد اعظم نے رکھی ہے۔ احراریو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور اپنے محسنوں سے اتنی بے وفائی نہ کرو۔ اور ان کی تعمیر کردہ عمارت کی بنیاد کھودنے کی کوشش نہ کرو۔ (پاکستان زندہ باد)

برطانیہ میں کارخانے جوہری طاقت استعمال کرینگے

لنڈن ۲۴ اپریل ہو سکتا ہے کہ برطانیہ پہلا ملک ہو جہاں جوہری طاقت کو کارخانوں کے کام میں لایا جائے اب اس امر کی توقع ہے کہ پہلا تجرباتی کارخانہ دو یا تین سال کے اندر کام کرنے لگے گا۔

(داستان)